شعبۂ تحقیق واشاعت

Jamia Islamia Maseehul Uloom, Bangalore

K.S. Halli, Post Kannur Village, Bidara Halli Hobli, Baglur Main Road, Bangalore - 562149
H.O # 84, Armstrong Road, Mohalla Baidwadi, Bharthi Nagar, Bangalore - 560 001
Mobile : 9916510036 / 9036701512 / 9036708149

احکام عیدالاضحی وقربانی

تالیف

علیہ الرحمۃ
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
(مفتی اعظم پاکستان)

اضافہ و تحقیق

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان
بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم

PUBLISHERS, PRINTERS, DISTRIBUTORS
No. 82,Haines Road,Bangalore - 560 051 Phone : 080-42032128

★★★ فہرست احکام عید الاضحیٰ وقربانی ★★★

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۂ تحقیق

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید المرسلین

امابعد: زیرنظر رسالہ حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی ایک جامع تحریر ہے جو آپ کی کتاب ''جواہر الفقہ'' جلد اول میں شامل ہے۔عید الاضحیٰ اورقربانی کے اہم اور ضروری مسائل واحکام اس میں جمع کیے گئے ہیں۔میں نے اس میں بعض ضروری مسائل کا اضافہ کردیا ہے اوراس کے ساتھ ساتھ اس کی ترتیب بھی کردی ہے اور چونکہ حضرتؒ نے اختصار کے پیشِ نظر مکمل حوالے درج کرنے کا اہتمام نہیں فرمایا تھا، اس لیے میں نے اس میں درج احکام و مسائل کے حوالے بھی لکھ دئے ہیں۔امتیاز کے لیے اپنی تحریر کے شروع میں لفظ ''اضافہ'' اور آخر میں (م ش) لکھ دیا ہے۔اللہ سے دعاء ہے کہ اللہ تعالے اس کوشرف قبول بخشے۔

آمین یارب العالمین۔ فقط:

۲/ذی الحجہ/۱۴۲۳ محمد شعیب اللہ خان

۴/ فروری/ ۲۰۰۳ (جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالے کی عبادت کے لیے عشرۂ ذی الحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔ ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے برابر اور ایک رات کی عبادت کرنا شبِ قدر کی عبادت کے برابر ہے۔(۱)

قرآنِ مجید میں سورۂ الفجر میں اللہ تعالے نے دس راتوں کی قسم کھائی ہے وہ دس راتیں جمہور کے قول میں یہی عشرۂ ذی الحجہ کی راتیں ہیں، خصوصا نویں تاریخ یعنی عرفہ کا دن اور عرفہ اور عید کی درمیانی رات ان تمام ایام میں بھی خاص فضیلت رکھتے ہیں۔ عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنا ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کا کفارہ ہے اور عید کی رات میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا بہت بڑی فضیلت اور ثواب کا موجب ہے۔

اضافہ: مستحب ہے کہ ذی الحجہ کے چاند دیکھنے کے بعد عید کی نماز وقربانی کرنے تک قربانی کا ارادہ رکھنے والے بال اور ناخن نہ کاٹیں۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور قربانی کرنے کی نیت رکھتا ہو تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں میں سے کچھ نہ کاٹے۔(۲)(م ش)

تکبیر تشریق :

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ .

---

(۱) ترمذی:۶۸۹، ابن ماجہ:۱۷۱۸، (۲) مسلم:۳۶۵۴، ترمذی:۱۴۴۳، نسائی:۴۲۸۵، ابوداؤد:۲۴۰۹، ابن ماجہ:۳۱۴۱، احمد:۲۵۲۶۹، دارمی:۱۸۶۵،

عرفہ یعنی نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد باآوازِ بلند ایک مرتبہ یہ تکبیر پڑھنا واجب ہے۔ فتویٰ اس پر ہے کہ با جماعت نماز پڑھنے والے اور تنہا پڑھنے والے اس میں برابر ہیں۔ اسی طرح مرد و عورت دونوں پر واجب ہے۔ البتہ عورت باآوازِ بلند تکبیر نہ کہے۔(۱)

اضافہ: اس تکبیر تشریق کا صرف ایک دفعہ پڑھنا احادیث سے ثابت ہے۔ اس لیے صرف ایک مرتبہ پڑھنا چاہئے۔ علامہ شامی نے ایک مرتبہ سے زائد پڑھنے کو خلافِ سنت قرار دیا ہے اس لیے احتیاط یہی ہے کہ ایک مرتبہ پڑھنے پر اکتفاء کیا جائے۔(۲)(م ش)

تنبیہ: اس تکبیر کا متوسط بلند آواز سے کہنا ضروری ہے۔ بہت سے لوگ اس میں غفلت کرتے ہیں، پڑھتے ہی نہیں یا آہستہ سے پڑھ لیتے ہیں، اس کی اصلاح ضروری ہے۔

عید الاضحیٰ کے روز یہ چیزیں مسنون ہیں:

(۱) صبح کو سویرے اُٹھنا (۲) غسل و مسواک کرنا (۳) پاک صاف، عمدہ کپڑے پہننا، (۴) خوشبو لگانا، (۵) عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا (۶)، عید گاہ کو جاتے ہوئے تکبیر مذکور الصدر باآوازِ بلند پڑھنا۔(۳)

نمازِ عید:

نمازِ عید دو رکعت ہیں، مثل دوسری نمازوں کے، فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں ہر رکعت کے اندر تین تین تکبیریں زائد ہیں۔ پہلی رکعت میں ''**سبحانک اللھم**'' پڑھنے کے بعد قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع

---

(۱) درمختار مع شامی: ۶۱/۳، (۲) شامی: ۶۲/۳ (۳) درمختار مع شامی: ۵۹/۳، عالمگیری: ۱۵۰/۱

سے پہلے ان زائد تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اُٹھانا چاہئے۔ پہلی رکعت میں دو تکبیروں میں سے ہر تکبیر پر ہاتھ چھوڑ دیں، اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں، دوسری رکعت میں تینوں تکبیروں میں سے ہر تکبیر پر ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں، اور چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلے جائیں، نمازِ عید کے بعد خطبہ سننا سنت ہے۔

قربانی :

قربانی ایک اہم عبادت ہے اور شعائرِ اسلام میں سے ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی اس کو عبادت سمجھا جاتا تھا، مگر بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے۔ اسی طرح آج تک بھی دوسرے مذاہب میں قربانی مذہبی رسم کے طور پر ادا کی جاتی ہے۔ بتوں کے نام پر یا مسیح کے نام پر قربانی کرتے ہیں۔ سورۂ **انا اعطیناک** میں اللہ تعالے نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے کہ جس طرح نماز اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہوسکتی، قربانی بھی اسی کے نام پر ہونی چاہئے،

" **فصل لربک و انحر**" کا یہی مفہوم ہے۔ دوسری ایک آیت میں اسی مفہوم کو دوسرے عنوان سے اس طرح بیان فرمایا ہے **اِنَّ صَلاتِیُ وَ نُسُکِیُ وَ مَحُیَایَ وَ مَمَاتِیُ لِلّٰہِ رَبِّ الُعَالَمِیُنَ**. (۱)

رسول اللہ ﷺ نے بعدِ ہجرت دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا، ہر سال برابر قربانی کرتے تھے۔(۲)

جس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ معظّمہ کے لیے مخصوص نہیں۔ ہر شخص پر ہر شہر میں بعدِ تحقق شرائط واجب ہے۔(یہ شرائط آگے مذکور ہیں: م ش)اور مسلمانوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے اسی لیے جمہور اہلِ اسلام کے نزدیک قربانی واجب ہے۔(۳)

---

(۱) تفسیر ابن کثیر: ۲۰۲/۲، تفسیر طبری: ۳۲۰/۵ (۲) ترمذی: ۱۴۲۷، احمد: ۴/۲۱۵ (۳) شامی: ۶۲/۳

اضافہ: قربانی کی فضیلت اور حکم:

قربانی کے بڑے فضائل آئے ہیں۔ایک حدیث میں ہے کہ حضرت زید ابن ارقمؓ نے فرمایا کہ حضراتِ صحابہ نے عرض کیا کہ یا **رسول اللّٰہ ! ما ھذہ الاضاحی ؟ قال : سنة ابیکم ابراھیم . قالوا : فما لنا فیھا یا رسول اللہ ؟ قال بکل شعرة حسنة ، قالوا : فالصوف ؟ قال : بکل شعرة من الصوف حسنة** یعنی حضرات صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا کہ تمہارے باپ ابراھیم کی سنت ہے عرض کیا کہ اس میں ہم کو کیا ملے گا ؟ فرمایا کہ ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی۔عرض کیا کہ پھر اُون کے بدلہ کیا ہے؟ فرمایا کہ اُون کے ہر بال کے بدلہ ایک نیکی ملے گی۔(۱)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی آدمی قربانی کے دنوں میں جانوروں کے خون بہانے سے زیادہ کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو اللہ کو زیادہ پسند ہو، اور وہ آدمی قیامت کے دن اس جانور کی سینگوں اور بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور اس کا خون اللہ کے نزدیک زمین پر گرنے سے پہلے مقبول ہو جائے گا، لھذا ان قربانی کے جانوروں کو اچھی طرح پالو۔(۲)

قربانی کا حکم کیا ہے؟ اس میں ائمہ کا اختلاف ہے امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک قربانی سنتِ مؤکدہ ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے۔ایک تو اس لیے کہ اللہ تعالے نے اس کا حکم دیا ہے اور امر وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ دوسرے اس لیے کہ احادیث میں اس کی تاکید آئی ہے۔ ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے آیا ہیکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس وسعت ہو

---

(۱) ابن ماجہ:۳۱۱۸، احمد:۱۸۴۸۰ (۲) ترمذی:۱۴۱۳، ابن ماجہ:۳۱۱۷

اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہمارے عیدگاہ میں نہ آئے۔(م ش)(۱)

قربانی کس پر واجب ہوتی ہے:

(۱) قربانی ہر مسلمان عاقل بالغ مقیم پر واجب ہوتی ہے۔جس کی ملک میں ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجاتِ اصلیہ سے زائد موجود ہو۔ یہ مال خواہ سونا چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مالِ تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زائد کوئی مکان وغیرہ ہو۔(۲)

اضافہ: مثلاً ایک شخص کے پاس دو مکان ہیں،ایک میں خود رہتا ہے اور دوسرا خالی ہے یا کرایے پر دیا ہوا ہے تو اس شخص پر قربانی واجب ہے،البتہ اس کا ذریعۂ معاش یہی مکان ہے تو چونکہ یہ مکان اس کی ضروریات میں داخل ہے اسلیے اس پر قربانی واجب نہ ہوگی۔(۳)(م ش)

اسی طرح کسی کے پاس دو گاڑیاں ہوں،ایک استعمال کے لیے اور ایک زائد تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔(۴)(م ش)

نیز اوپر کے مسئلہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت پر بھی اگر وہ مالکِ نصاب ہے تو قربانی واجب ہے(۵)(م ش)

اور اس کا ادا کرنا خود عورت کی ذمہ داری ہے۔اکثر عورتیں اس سے غافل ہیں ،اور یہ سمجھتی ہیں کہ زکوٰۃ و قربانی کا تعلق صرف مردوں سے ہے ہم سے نہیں،حالانکہ یہ بات سوفی صد غلط ہے،اس لیے عورتوں کو بھی قربانی دینا چاہئے،ہاں اگر اپنے پاس رقم نہ ہو تو اپنے میاں سے کہکر ان کے ذریعہ ادا کرنا چاہئے۔اور مرد نے عورت کی

---

(۱) بن ماجہ:۳۱۱۴،احمد:۷۹۲۴(۲) شامی:۹/۴۵۷،عالمگیری:۲۹۲(۳) آپکے مسائل اوران کاحل:۴/۱۰۶ (۴) آپکے مسائل اوران کاحل:۴/۱۰۶(۵) درمختار مع شامی:۹/۴۵۳

اجازت کے بغیر اپنی طرف سے خود عورت کی قربانی کر دی تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں اور امام ابو یوسف کے قول میں استحسانا جائز ہے۔(۱)(م ش)

ایک اہم انتباہ :

اوپر کے مسئلہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر اس مسلمان پر قربانی واجب ہے جو عاقل بالغ اور حاجات اصلیہ سے زائد مذکورہ مالیت کا مالک ہو، بعض لوگ اس غلطی میں مبتلا ہیں کہ پورے گھرانے کی طرف سے ایک جانور قربان کر دیتے ہیں، یہ بات صحیح نہیں ہے بلکہ اگر مثلاً ایک گھر میں پانچ بھائی رہتے ہوں اور سب کے سب عاقل بالغ اور مالدار ہوں تو سب کو الگ الگ اپنی طرف سے قربانی کرنا چاہئے۔(م ش)

ایک اور وضاحت:

ایک اور بات بھی اس جگہ واضح کرنا ضروری ہے، وہ یہ کہ عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قربانی شادی ہونے کے بعد سے لاگو ہوتی ہے، اس لیے بہت سے وہ نوجوان جو اچھی خاصی کمائی کرتے ہیں اور خوب مال جمع بھی رکھتے ہیں، وہ قربانی نہیں کرتے کیونکہ ان کی ابھی شادی نہیں ہوئی ہے، یاد رہے کہ قربانی اور زکوٰۃ کے مسئلہ کو شادی شدہ ہونے اور نہ ہونے سے کچھ تعلق نہیں۔(م ش)

(۱) جس شخص پر قرض ہو، اگر قرض کو وضع کرنے کے بعد اس کے پاس اتنا مال بچا رہے جو نصاب (جس کا اوپر ذکر کیا گیا) کے برابر ہو، تو اس پر قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔(م ش)

(۲) قربانی کے معاملہ میں اس مال پر سال بھر گذرنا بھی شرط نہیں۔(۲)

(۳) بچہ اور مجنون کی ملک میں اگر اتنا مال ہو تو بھی اس پر اس کی طرف سے

---

(۱) شامی:۹/۴۵۷، عالمگیری:۵/۲۹۳ (۱) عالمگیری :۱/۱۹۱، درمختار مع شامی:۹/۴۵۷

اس کے ولی پر قربانی واجب نہیں۔ اسی طرح جو شخص شرعی قاعدہ کے موافق مسافر ہو اس پر بھی قربانی لازم نہیں۔(۱)

اضافہ: البتہ باپ پر امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق مستحب ہے کہ اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے بھی قربانی کردے۔(۲)(م ش)

(۴) جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس کی قربانی واجب ہوگئی۔(۳)

قربانی کے دن:

قربانی کی عبادت صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے، دوسرے دنوں میں قربانی کی کوئی عبادت نہیں۔ قربانی کے دن ذی الحجہ کی دسویں، گیارھویں اور بارھویں تاریخیں ہیں۔ اس میں جب چاہے قربانی کرسکتا ہے۔ البتہ پہلے دن کرنا افضل ہے۔(۴)

اضافہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ قربانی یوم الاضحیٰ (عید کے دن اور اس کے بعد دو دن ہے۔ اور حضرت علیؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔(۵)(م ش)

قربانی کے بدلہ میں صدقہ وخیرات:

اگر قربانی کے دن گزر گئے، ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہیں کرسکا تو قربانی کی قیمت فقراء ومساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔(۶)

لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانوروں کی قیمت صدقہ کردینے سے یہ واجب ادا نہ ہوگا،(۷)

بلکہ وہ ہمیشہ گنہ گار رہے گا کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے جیسے نماز پڑھنے

---

(۱) شامی: ۹/۴۵۷، عالمگیری: ۵/۲۹۲ (۲) شامی: ۹/۴۵۷، عالمگیری: ۵/۲۹۲

(۳) شامی: ۹/۴۶۵، عالمگیری: ۵/۲۹۱ (۴) عالمگیری: ۵/۲۹۵ (۵) موطا مالک: ۹۲۳

(۶) درمختار مع شامی: ۹/۴۵۷، بدائع: ۴/۲۰۲ (۷) عالمگیری: ۵/۲۹۳

سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی، زکوٰۃ ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوتا ،ایسے ہی صدقہ خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی، رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور تعامل اور پھر تعاملِ صحابہ اس پر شاہد ہیں۔

اضافہ: بعض لوگ شریعت سے ناواقفیت کی وجہ سے یہ کہا کرتے ہیں کہ قربانی کی جگہ اگر ان جانوروں کی قیمت غریبوں میں بانٹ دی جائے تو غریبوں کا زیادہ فائدہ ہوگا مگر یہ جہالت کی بات ہے ایک تو اس لیے کہ اللہ کی شریعت میں کسی کو اختیار نہیں کہ اس میں ردو بدل کرے دوسرے اس وجہ سے کہ قربانی کا مقصد غریبوں کی مدد نہیں ہے اس کے لیے تو شریعت نے زکوٰۃ اور صدقات کا ایک مکمل نظام بنایا ہے بلکہ اس کا مقصد اللہ کی محبت کا مظاہرہ ہے جیسا کہ حضرت ابراھیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام نے اس کا مظاہرہ فرمایا تھا۔اس لیے قربانی میں جانوروں کے ذبح کرنے کو ان ایام کی سب سے زیادہ پسندیدہ عبادت قرار دیا گیا ہے۔(م ش)

قربانی کا وقت:

(۱) جن بستیوں یا شہروں میں نمازِ جمعہ وعیدین جائز ہے وہاں نمازِ عید سے پہلے قربانی جائز نہیں۔اگر کسی نے نماز سے پہلے قربانی کردی تو اس پر دوبارہ قربانی لازم ہے۔البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ اور عیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں یہ لوگ دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کرسکتے ہیں۔ایسے ہی اگر کسی عذر کی وجہ سے نمازِ عید پہلے دن نہ ہوسکے تو نمازِ عید کا وقت گذر جانے کے بعد قربانی درست ہے۔(۱)

اضافہ: (۲) اگر قربانی کرنے والا خود شہر میں ہو اور اپنی قربانی کا جانور گاؤں دیہات میں بھیج دے تو اس کی قربانی وہاں صبح صادق کے فوراً بعد کی جاسکتی ہے، اور

(۱) درمختار مع شامی: ۹/۴۶۱، عالمگیری: ۲۹۵/۵، البحر الرائق: ۳۲۱/۸

اگر قربانی کرنے والا گاؤں میں ہو اور اس کی قربانی شہر میں دی جائے تو ضروری ہے کہ نمازِ عید کے بعد ہی قربانی کی جائے عید کی نماز سے پہلے جائز نہیں، حاصل یہ ہے کہ قربانی کا جانور جس جگہ ہو اس کا اعتبار ہے، قربانی کرنے والا جہاں چاہے رہے۔(۱) (م ش)

(۳) قربانی رات کو بھی جائز ہے مگر بہتر نہیں۔(۲)

قربانی کا جانور:

اضافہ: (۱) قربانی میں صرف درجِ ذیل جانوروں کی قربانی جائز ہے: بکرا، بکری، دنبہ، بھیڑ، گائے، بیل، اُونٹ، اُونٹنی، بھینس، بھینسا، ان کے علاوہ کسی اور جانور کا قربانی میں دینا جائز نہیں (۳) (م ش)

اس سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ جو مرغی کی قربانی کرتے ہیں یہ جائز نہیں، اور اس سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔(م ش)

(۲) ان جانوروں میں سے جو وحشی (جنگلی) ہوں، ان کی قربانی بھی جائز نہیں۔(۴) (م ش ت)

(۳) بکرا، دنبہ، بھیڑ، ایک ہی شخص کی طرف سے قربانی کیا جاسکتا ہے۔ گائے، بیل، بھینس، اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ایک کافی ہے بشرطیکہ سب کی نیت ثواب کی ہو، کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو۔(۵)

اضافہ: اس سے معلوم ہوا کہ محض گوشت کھانے کی نیت سے اگر کوئی شریک ہو جائے تو نہ اس کی قربانی ہوتی ہے اور نہ دیگر حصہ داروں کی قربانی ہوتی ہے، اس لیے قربانی میں دوسروں کو شریک کرنے میں بڑی احتیاط برتنے کی ضرورت ہے۔(م ش)

(۴) اگر کوئی قربانی میں شریک ہونے والا غیر مسلم ہو، جیسے عیسائی، ھندو، تو

---

(۱) شامی: ۹/ ۴۶۱ (۲) شامی: ۹/ ۴۶۳، عالمگیری: ۵/ ۲۹۵ (۳) عالمگیری: ۵/ ۲۹۷، بحرالرائق: ۸/ ۳۲۴ (۴) عالمگیری: ۵/ ۲۹۷، بحرالرائق: ۸/ ۳۲۴ (۵) عالمگیری: ۵/ ۲۹۷

کسی کی بھی قربانی جائز نہ ہوگی، اسی طرح شیعہ بھی چونکہ کافر ہیں، اس لیے ان کو شریک کرنے سے بھی کسی کی قربانی ادا نہ ہوگی۔(۱)(م ش)

(۵) اگر قربانی کا جانور خریدنے سے پہلے ہی یہ نیت ہو کہ اس میں دوسروں کو بھی شریک کرنا ہے تو بہتر ہے، اور اگر جانور خرید لیا پھر یہ ارادہ ہوا کہ دوسروں کو اس میں شریک کیا جائے تو اس میں بعض علماء نے یہ تفصیل بیان کی ہے کہ اگر وہ آدمی مالدار ہے تو اس کے لیے اس طرح دوسروں کو اس میں شریک کرنا درست ہے اور اگر وہ غریب ہے تو چونکہ غریب آدمی کے جانور خرید لینے سے اس جانور کی قربانی اس پر واجب ہو جاتی ہے اس لیے اس کو اس میں دوسروں کو شریک کرنے کی اجازت نہیں، اور بعض نے اس مسئلہ میں مالدار اور غریب دونوں کے لیے ایک ہی حکم بیان کیا ہے۔ تاہم خریدنے کے بعد شریک کرنا کراہت سے خالی نہیں (۲)(م ش)

(۶) بکرا بکری ایک سال کا پورا ہونا ضروری ہے، بھیڑ اور دنبہ اگر اتنا فربہ اور تیار ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو وہ بھی جائز ہے۔ گائے، بیل بھینس دو سال کی، اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے، ان عمروں سے کم کے جانور قربانی کے لیے کافی (وجائز) نہیں۔(۳)

اضافہ: (۷) اگر ایک شریک قربانی کی نیت کرے اور دوسرا عقیقہ یا ولیمہ یا اور کسی قربت کی نیت کرے تو جائز ہے۔(۴)(م ش)

(۸) اگر جانوروں کا فروخت کرنے والا پوری عمر بتاتا ہو اور ظاہری حالات

---

(۱) شامی: ۹/ ۴۷۲، عالمگیری: ۵/ ۳۰۴، احسن الفتاوی: ۷/ ۵۰۹ (۲) شامی: ۹/ ۴۵۹، عالمگیری: ۵/ ۳۰۴ (۳) شامی: ۹/ ۴۶۵، عالمگیری: ۵/ ۲۹۷، بحرالرائق: ۸/ ۳۲۵
(۴) شامی: ۹/ ۴۷۲، عالمگیری: ۵/ ۳۰۴

سے اس کے بیان کی تکذیب نہیں ہوتی تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

(۹) خصی بکرے (جس کے فوطے نکالدئے گئے ہوں) کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے۔(۱)

اضافہ: (۷) بکرے، بکری کی قربانی کرنا، گائے وغیرہ کا ایک حصہ دینے سے افضل ہے۔(۲) (م ش)

(۸) قربانی کا جانور عمدہ سے عمدہ اور خوب موٹا تازہ اور تمام عیوب ظاہرہ سے پاک ہونا افضل ہے۔(۳) (م ش)

قربانی کا جانور ایسا نہ ہو:

(۱) جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہ ہوں یا بیچ میں سے ٹوٹ گیا ہو اس کی قربانی جائز ہے، ہاں سینگ جڑ سے اُکھڑ گیا ہو جس کا اثر دماغ پر ہونا لازم ہے تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔(۴)

(۲) اندھے، کانے، لنگڑے جانور کی قربانی درست نہیں۔ اسی طرح ایسا مریض اور لاغر جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں سے نہ جا سکے اس کی قربانی بھی جائز نہیں ہے۔(۵)

(۳) جس جانور کا تہائی سے زیادہ کان یا دم وغیرہ کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔(۶)

---

(۱) درمختار مع شامی:۹/۴۶۷، عالمگیری:۵/۲۹۹، بحرالرائق:۸/۳۲۳ (۲) درمختار۹:۴۶۶ (۳) عالمگیری:۵/۳۰۰، شامی:۹/۴۶۸ (۴) شامی:۹/۴۶۷، عالمگیری:۵/۲۹۷، بحرالرائق:۸/۳۲۳ (۵) درمختار مع شامی:۹/۴۶۸، عالمگیری:۵/۲۹۷، بحرالرائق:۸/۳۲۳
(۶) درمختار مع شامی:۹/۴۶۸، عالمگیری:۵/۲۹۸، بحرالرائق:۸/۳۲۳

(۴) جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں، اس کی قربانی جائز نہیں۔(۱)

اضافہ: عالمگیری میں صحیح اس کو قرار دیا ہے کہ اگر بے دانت والا جانور چارہ کھالیتا ہوتو اس کی قربانی جائز ہے۔(۲) (م ش)

(۵) اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بالکل نہ ہوں، اس کی قربانی درست نہیں۔(۳)

اضافہ: اور اگر ایک کان پورا کٹ گیا ہوتو اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔(م ش)

(۶) جو جانور خارش ہونے کی وجہ سے دبلا ہو گیا ہو، اس کی قربانی جائز نہیں اور اگر دبلا نہ ہوا ہوتو جائز ہے۔(۴) (م ش)

(۷) اگر جانور کے تھن سوکھ گئے ہوں یا کٹ گئے ہوں یا جانور اپنے بچے کو دودھ پلانے پر قادر نہ ہوتو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں۔(۵) (م ش)

(۸) اگر جانور صحیح سالم خریدا تھا پھر اس میں کوئی عیب مانعِ قربانی پیدا ہو گیا تو اگر خریدنے والا غنی صاحبِ نصاب نہیں ہے، تو اس کے لیے اسی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے اور اگر یہ شخص غنی صاحبِ نصاب ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔(۶)

قربانی کا مسنون طریقہ:

(۱) اپنی قربانی کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔ اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے مگر ذبح کے وقت وہاں خود بھی حاضر رہنا

---

(۱) درمختار مع شامی: ۹/۴۶۸، عالمگیری: ۵/۲۹۸ (۲) عالمگیری: ۵/۲۹۸

(۳) عالمگیری: ۵/۲۹۸، شامی: ۹/۴۶۹ (۴)، عالمگیری: ۵/۲۹۷

(۵) شامی: ۹/۴۶۹، عالمگیری: ۵/۲۹۸ وغیرہ (۶) درمختار مع شامی: ۹/۴۷۱، عالمگیری: ۵/۲۹۹

افضل ہے۔(۱)

اضافہ بحادیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ خود اپنے ہاتھ سے قربانی فرمایا کرتے تھے۔(۲)(م ش)

نیز حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت فاطمہؓ سے نبی کریم ﷺ نے (قربانی کے موقعہ پر) فرمایا کہ اُٹھ اور اپنی قربانی میں حاضر ہو کیونکہ اس کے اول قطرہ پر تیرے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔(۳)(م ش)

(۲) قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے، زبان سے کہنا ضروری نہیں۔ البتہ ذبح کرنے کے وقت ﴿ **بِسۡمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکۡبَرُ** ﴾ کہنا ضروری ہے۔

(۳) سنت ہے کہ جب جانور کو ذبح کرنے کے لئے روبہ قبلہ لٹائے تو یہ آیت پڑھے :

﴿ **اِنِّیۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ حَنِیۡفًا وَ مَا اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ، اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ** ﴾

اور ذبح کرنے کے (پہلے یا) بعد یہ دعاء پڑھے

﴿ **اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلۡهُ مِنِّیۡ کَمَا تَقَبَّلۡتَ مِنۡ حَبِیۡبِکَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیۡلِکَ اِبۡرَاهِیۡمَ عَلَیۡهِمَا السَّلَامُ** ﴾ (۴)

اضافہ: حدیث میں نبی کریم ﷺ سے اوپر کی دعاء کے بعد ﴿ **اللھم لک و منک عن محمدو عن امته** ﴾ (اے اللہ یہ قربانی محمد اور ان کی امت کی جانب سے تیرے لئے ہے اور تیری ہی طرف سے عطا کردہ ہے) کے الفاظ ہیں اس لیے اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں: **اللھم لک و منک عن فلان ،**

---

(۱) بحر الرائق: ۸/۳۲۸ (۲) دیکھو مسلم: ۳۶۳۷، مسند احمد: ۲۳۳۵، ابوداؤد: ۲۴۱۰

(۳) مسند الرویانی: ۱/۱۳۴ (۴) ابن ماجہ: ۳۱۱۲، ابوداود: ۲۴۱۳، احمد: ۱۴۴۹۱، دارمی: ۱۸۶۴

اور فلاں کی جگہ قربانی کرنے والے کا نام لیا جائے۔(م ش)

❁ آدابِ قربانی:

(۱) قربانی کے جانور کو چند روز پہلے سے پالنا افضل ہے۔(۱)

(۲) قربانی کے جانور کا دودھ نکالنا یا اس کے بال کاٹنا جائز نہیں، اگر کسی نے ایسا کرلیا تو دودھ اور بال یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔(۲)

(۳) قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کریں۔(۳)

اضافہ: چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے ہر چیز میں احسان کو ضروری قرار دیا ہے، لھذا اگر تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو اور ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو۔(۴)(م ش)

اضافہ: جانور کو لٹانے کے بعد یا اس کے سامنے چھری تیز کرنا بھی منع ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ جانور کو لٹا کر اس کے سامنے چاقو تیز کررہا ہے آپ نے فرمایا: کیا تو اس کو دو موتیں مارنا چاہتا ہے، تو نے اس کو لٹانے سے پہلے ہی چاقو کیوں نہیں تیز کرلی؟(۵)(م ش)

(۴) ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کریں،

اضافہ:(۵) جانور کے پیر پکڑ کر قربان گاہ کی طرف کھینچ کر لیجانا یا اور کوئی ایسا کام کرنا جس سے جانور کو اذیت پہنچے، مکروہ ہے، اس لیے ایسی باتوں سے بچنا چاہئے۔(٦)(م ش)

---

(۱) عالمگیری:۵/۳۰۰، بدائع:۴/۲۱۹ (۲) بدائع:۴/۲۱۹، عالمگیری:۵/۳۰۰

(۳) درمختار مع شامی:۹/۴۲۶ (۴) مسلم:۳۶۱۵، ترمذی:۱۳۲۹، نسائی:۴۳۲۹، ابوداؤد:۲۴۳۲

ابن ماجہ:۳۱۶۱، احمد:۱۶۴۹۰ (۵) حاکم:۴/۲۳۳ (٦) عالمگیری:۵/۲۸۷ و ۲۸۸، بدائع:۴/۲۱۹

(۶) ذبح کے بعد کھال اُتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کرے جبتک پوری طرح جانور ٹھنڈا نہ ہوجائے۔(۱)

متفرق مسائل:

(۱) عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں لیکن جس شہر میں کئی جگہ نمازِ عید ہوتی ہوتو شہر میں کسی جگہ بھی نمازِ عید ہوگئی تو پورے شہر میں قربانی جائز ہوجاتی ہے (۲)

(۲) قربانی کے جانور کے اگر ذبح سے پہلے بچہ پیدا ہوگیا یا ذبح کے وقت اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آیا تو اس کو بھی ذبح کردینا چاہئے۔(۳)

(۳) جس شخص پر قربانی واجب تھی اگر اس نے قربانی کا جانور خرید لیا پھر وہ گم ہوگیا یا چوری ہوگیا تو واجب ہے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے۔ اگر دوسری قربانی کے بعد پہلا جانور مل جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس کی بھی قربانی کردے۔لیکن اس کی قربانی اس پر واجب نہیں۔ اور اگر یہ شخص غریب ہے جس پر پہلے سے قربانی واجب نہ تھی، نفلی طور پر اس نے قربانی کے لیے جانور خرید لیا پھر وہ مرگیا یا گم ہوگیا تو اس کے ذمہ دوسری قربانی واجب نہیں۔ ہاں اگر گم شدہ جانور قربانی کے دنوں میں مل جائے تو اس کی قربانی کرنا واجب ہے اور ایامِ قربانی کے بعد ملے تو اس جانور یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔(۴)

(۴) اگر غریب آدمی جو قربانی نہیں کرسکتا، قربانی کرنے والوں کی مشابہت کے طور پر مرغی یا بطخ کی قربانی کرے، تو یہ مکروہ ہے اور مجوسیوں کا طریقہ ہے۔(۵)

(۵) اگر سات آدمیوں نے ملکر ایک گائے قربانی کے لیے خریدی، پھر ان

---

(۱) درمختار مع شامی:۹/۴۲۶، بدائع:۵/۲۲۳ (۲) بدائع:۵/۲۲۱

(۳) بدائع:۵/۲۲۰ (۴) بدائع:۵/۱۹۹ (۵) عالمگیری:۵/۳۰۰

میں سے ایک کا انتقال ہو گیا تو اگر اس مرحوم کے تمام وارث مرحوم کی طرف سے قربانی کی اجازت دیدیں تو جائز ہو گا، اور اگر وارثین کی اجازت کے بغیر باقی حصہ دار مرحوم کی طرف سے قربانی کریں گے تو کسی کی بھی قربانی ادا نہ ہو گی۔(۱)

قربانی کا گوشت:

(۱) جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے، اندازہ سے تقسیم نہ کریں۔(۲)

(۲) افضل یہ ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصہ کر کے ایک حصہ اپنے اہل و عیال کے لیے رکھے، ایک حصہ احباب و اعزہ میں تقسیم کرے، ایک حصہ فقراء و مساکین میں تقسیم کرے اور جس شخص کا عیال زیادہ ہو وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔(۳)

(۳) قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔(۴)

(۴) ذبح کرنے والے کی اُجرت میں گوشت یا کھال دینا جائز نہیں، (بلکہ اس کام کی) اُجرت علیحدہ دینی چاہئے۔(۵)

قربانی کی کھال:

(۱) قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا مثلاً مصلی بنا لیا جائے یا چمڑے کی کوئی چیز ڈول وغیرہ بنوالیا جائے، یہ جائز ہے لیکن اگر اس کو فروخت کیا تو اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں، بلکہ صدقہ کرنا اس کا واجب ہے اور قربانی کی کھال کو فروخت کرنا بدون نیتِ صدقہ کے جائز بھی نہیں۔(۶)

---

(۱) درمختار مع شامی: ۹/۱ ۴۷، عالمگیری: ۵/۵ ۳۰ (۲) شامی: ۹/۶۰ ۴ (۳) شامی: ۹/۳ ۴۷، بدائع: ۵/۲۲۳، البحرالرائق: ۸/۲۶ درمختار مع شامی: ۹/۵ ۴۷ (۵) شامی: ۹/۵ ۴۷، بحرالرائق: ۸/۳۲۷ (۶) عالمگیری: ۵/۱ ۳۰، بحر: ۸/۳۲۷

(۲) قربانی کی کھال کسی خدمت کے معاوضہ میں دینا جائز نہیں، اسی لیے مسجد کے مؤذن یا امام وغیرہ کے حق الخدمت کے طور پر ان کو کھال دینا درست نہیں۔(۱)

اضافہ: اسی سے معلوم ہو گیا کہ بعض مشترکہ قربانی کا انتظام کرنے والے جو قربانی کے چمڑوں کو جانور کی کٹائی وصفائی کی اجرت میں خود رکھ لیتے ہیں، یہ جائز نہیں۔(م ش)

(۳) مدارس اسلامیہ کے غریب اور نادار طلباء ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے، احیاءِ علمِ دین کی خدمت بھی، مگر مدرسین اور ملازمین کی تنخواہ اس سے دینا جائز نہیں۔

اضافہ: (۴) قربانی کی کھال مسجد یا مدرسہ کی تعمیر و مرمت میں خرچ کرنا جائز نہیں، اسی طرح دینی کتابوں کی اشاعت، رسالوں کی طباعت، شفا خانوں کی تعمیر میں لگانا بھی جائز نہیں (۲) (م ش)

تمت بالخیر

---

(۱) درمختار شامی: ۹/۴۷۵، بحر الرائق: ۸/۳۲۷ (۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴/۱۱۰

قربانی کی کھالوں کا مصرف......ایک اہم فتویٰ

تحریر کردہ: حضرت مولانا مفتی شفیق احمد صاحب حفظہ اللہ

(جاری کردہ از : دار الافتاء جامعہ مسیح العلوم بیدواڑی بنگلور)

توثیق شدہ

از حضرت اقدس مولانا مفتی شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی مہتمم جامعہ ہذا

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ

(۱) چرم قربانی کے مصارف کیا ہیں؟ (۲) کیا کوئی ادارہ جو مسلمانوں کے تعلیمی یا اقتصادی حالات کو درست کرنے کے لیے قائم ہے چرم قربانی اصول کرسکتا ہے؟ (۳) چرم قربانی تنخواہوں میں یا مساجد کے مصارف میں خرچ کرنا کیسا ہے؟

بینوا توجروا الجواب .... وھو ملھم لِلصّواب

(۱) قربانی کی کھال کا حکم مثل قربانی کے گوشت کے ہے جس طرح اس کا گوشت اپنے استعمال میں لانا اور غریب و امیر کو ہبہ کرنا یا صدقہ کرنا درست ہے اسی طرح قربانی کی کھال بھی یا تو خود اپنے استعمال میں لائے کہ اس سے مصلّیٰ یا کوئی باقی رہنے والی استعمال کی چیز بنا کر اپنے استعمال میں لائے یا پھر اس کھال کو دے کر بدلہ میں کوئی باقی رہنے والی استعمال کی چیز لے لے، یا پھر کسی کو وہ کھال ہدیہ یا صدقہ کر کے مالک بنادے کیونکہ بلا مالک بنائے قربانی کی کھال دینا درست نہیں۔ علامہ حصکفیؒ نے درمختار میں فرمایا ہے: ”**و یتصدق بجلدھا أو یعمل منه نحو غر بال**

وجراب......أو یبدله بماینتفع به باقیاًالخ(۱)

وقال:الصدقة کالھبة بجامع التبرع وحینئذ لاتصح غیر مقبوضة .(۲)

اورصاحب تنویرالابصار نے فرمایاہے:ھی تملیک العین مجّاناً.(۳)

ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ قربانی کی کھال صدقہ کی جاتی ہے اور صدقہ کے صحیح ہونے کے لیے مالک بنانا ضروری ہے ورنہ صدقہ صحیح نہیں ہوگا لہٰذا ہروہ ادارہ جہاں قربانی کی کھال دی جائے وہاں یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ اس کھال کا کسی متعین شخص کو مالک بنایا جاتا ہو وہاں وہ کھال دینا درست ہے ورنہ نہیں، اسی طرح اگر وہ کھال بیچی گئی خواہ قربانی کرنے والے بیچیں یا کھال اصول کرنے والے بیچیں تو اس کھال کی قیمت صرف وہاں خرچ کی جاسکتی ہے جہاں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے-اورزکوٰۃ کے مصارف آیات قرآنیہ میں متعین کردئے گئے ہیں ان مصارف میں غرباومساکین بھی ہیں جن میں مدارس کے وہ طلبہ بھی شامل ہیں جن کا قیام وطعام مدرسہ کے ذمہ ہے-اگر یہ رقم ان لوگوں کو دے کر مالک بنادیا جاتا ہے یا بشکل طعام یا لباس یا کتابیں وغیرہ اشیاء انہیں دے کر مکمل طور پر مالک بنادیا جاتا ہے تو قربانی کی کھال ان اداروں میں دینا درست ہے ورنہ جائز نہیں، دینے والے بھی گنہ گار ہوں گے اور لینے والے بھی گنہ گار ہوں گے۔(۴)

(۲) ادارہ کے ذمہ دار خواہ مہتمم ہوں یا صدر وسکریٹری ہوں یا کوئی اور ہوں، قربانی کی کھالوں کے مالک نہیں ہیں وہ بطور وکیل کے ہیں-ان کے ذمہ ضروری اور واجب ہے کہ کھالوں کو صحیح مصرف میں لگائیں ورنہ عنداللہ ماخوذ ہوں گے۔اور جن کے ہاں اب تک قربانی کی کھالوں کو اس کے صحیح مصرف میں نہیں لگایا گیا ہے ان کے

---

(۱) شامی:۶/۳۲۸ (۲) ایضا:۵/۷۰۹ (۳) ایضا:۵/۶۸۷ (۴) احسن الفتاویٰ:۷/۵۳۱

ذمہ ان کھالوں کی قیمت کا صدقہ واجب ہے۔(۱)

بنایہ میں ہے ”**فاذا تمولته بالبيع وجب التصدق لأن هذا الثمن حصل بفعل مكروه فيكون خبيثاً فيجب التصدق.**“(۲)

اسی طرح قربانی کی کھالوں کو تعمیر میں لگانا بالکل جائز نہیں خواہ وہ مسجد کی تعمیر ہو یا مدرسہ کی یا شفاخانہ یا دواخانہ کی یا اسکول یا کنویں کی یا کسی بھی ادارۂ رفاہ عام کی تعمیر میں لگانا ہرگز جائز نہیں۔

تنویر الأبصار اور اس کی شرح میں لکھا ہے ”**لايصرف الى بناء نحو مسجد**“ علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں ”(نحو مسجد) **كبناء القناطير والسقايات** “ **واصلاح الطرقات وكرى الانهار والحج والجهاد وكل مالا تمليك فيه** “۔(۳)

(۳) قربانی کی کھالوں کو اساتذہ وملازمین کی تنخواہوں میں یا مساجد کے مصارف میں دینا بھی جائز نہیں۔ کیونکہ صدقہ میں بلاعوض دینا شرط ہے اور مدرسین وغیرہ خدام کو ان کی خدمت کے عوض میں دیا جاتا ہے۔اسی طرح جن اداروں میں قربانی کی کھالوں سے اشیاء برائے تعلیم مثلاً کتابیں خرید کر غریب بچوں کو برائے تحصیل علم عارضی طور پر دی جاتی ہیں لیکن انہیں ان چیزوں کا مالک نہیں بنایا جاتا بلکہ سال ختم ہونے پر یہ کتابیں واپس لے لی جاتی ہیں، وہاں بھی قربانی کی کھال دینا درست نہیں ۔ کیونکہ تملیک جو صدقہ صحیح ہونے کی شرط ہے نہیں پائی گئی ۔ان سب تفصیلات کو آپ فتاویٰ عالمگیری، شامی ج ۶ -۲ میں، ہدایہ ج ۴ میں، فتاویٰ محمودیہ جلد

---

(۱) احسن الفتاویٰ: ۵۳۲/۷ وفتاوی رحیمیہ: ۱۶۷/۶ (۲) کذا فی الہدایہ عن الکافی: ۴۵۰/۴
(۳) زیلعی ردالمحتار: ۳۴۴/۲

۱۴-۴ میں، فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ -۲ میں، احسن الفتاویٰ جلد ۷ میں، دیکھ سکتے ہیں- فقط واللہ تعالیٰ اعلم

العبد شفیق احمد القاسمی خادم دارالافتاء

جامعہ مسیح العلوم بیدواڑی بنگلور / ۱